ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR



# اسلامی تعلیمات اور انسانی نفسیات کی روشنی میں توہم پرستی کا تجزیاتی مطالعہ"

# "A CRITICAL STUDY OF SUPERSTITION IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS AND HUMAN PSYCHOLOGY"

**Dr. Iftikhar Ahmad Alumni**
University of Malakand,PhD in Islamic Studies
iftikharkhawar455@gmail.com
**Dr Asghar Ali Khan,**
Assistant Prof,Institute of Islamic Studies, Mirpur university of science and technology ( MUST) Mirpur AJK -10250
asghar.iis@must.edu.pk
**Dr. Gulam Mustafa**
Lecturer institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology, MUST AJK
mustafa.iis@must.edu.pk

## Abstract

*This study explores the phenomenon of superstition and ill-omen within the framework of Islamic teachings, linguistic definitions, and psychological analysis. Human history and social behavior reveal that individuals have often been influenced by supernatural assumptions and irrational beliefs. In pre-Islamic Arabia, for instance, the practice of interpreting the flight of birds as signs of fortune or misfortune known as ṭiyarah was widespread. Islam categorically rejected such practices, emphasizing that prosperity or adversity cannot be attributed to external signs, and declaring superstition a form of shirk (polytheism).*

*The Qur'an and the Prophetic traditions consistently negate the notion of ill-omen while affirming fa'l (good augury) as a legitimate source of encouragement, provided it does not compromise reliance upon God. From a psychological perspective, superstition corresponds to delusion or illusion, whereby individuals grant certainty to unfounded perceptions. Such tendencies distort personal cognition and exert harmful effects on collective social life.*

*Islam redirected faith from blind imitation to critical inquiry, highlighting the role of reason, knowledge, and consciousness, while discouraging ritualistic practices rooted in polytheism. The findings of this study suggest that superstition is fundamentally incompatible with Islamic thought and, in its extreme form, constitutes the unforgivable sin of shirk. Consequently, Islamic guidance seeks to nurture optimism, lawful good augury, and unwavering trust in God as safeguards against irrational fears and destructive beliefs.*

**Keywords:**Superstition-Ṭiyarah-Fa'l-Islamic Teachings-Human Psychology

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں سے متعلق تفصیلی احکامات موجود ہیں اور یہ تعلیمات زندگی کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ اس میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی راہ نمائی موجود ہیں اور اس میں زندگی کے ہر پہلو کی عکاسی کی گئی ہے۔ ان اصولوں کے مطالعہ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں فطرت کا خیال رکھتے ہوئے ان انسانی جذبوں کو مکمل ختم کرنے کے بجائے اس کا جائز متبادل حل پیش کرتا ہے۔ عقائد و نظریات کی مکمل رہنمائی وحی الہی کے بغیر ممکن نہیں، اسی سلسلے کی مکمل رہنمائی اور اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء ورُسل بھیجے، جن کا اولین مقصد معاشرے کی درست سمت راہ نمائی اور خوف وہر اس سے پیدا شدہ باطل افکار کو انسانی عقائد و نظریات کا حصہ بننے سے روکنا ہے۔ لیکن بعض اقوام نے تو غیب و ایمان کی خبر دینے والے نبیوں کو بھی بد شگونی سے وابستہ کر دیا۔ اللہ کا ارشاد ہے: فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُواْ لَنَا هَـذِهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُواْ بِمُوسَى وَمَن مَّعَهُ أَلا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللّهُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لاَ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

يَعْلَمُونَ ([1])" (مگر) نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ان پر خوشحالی آتی تو وہ کہتے: "یہ تو ہمارا حق تھا" اور اگر ان پر کوئی مصیبت پڑ جاتی تو اس کو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ ارے (یہ تو) خود ان کی نحوست (تھی جو) اللہ کے علم میں تھی، لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں تھے"۔

دنیا کی معلوم تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنے ماحول و معاشرہ اور فلسفہ و مذہب کی خصوصیات سے متاثر ہوتا ہے۔ آپس کے میل جول سے کئی سماجی رویے جنم لیتے ہیں۔ انسانی معاشرہ بے شمار رویوں کی خصوصیات سے مرکب ہوتا ہے ان میں سے کچھ رویے مثبت پہلو رکھتے ہیں اور کچھ منفی، انہی منفی رویوں میں سے ایک پہلو توہم پرستی ہے۔ عام طور پر توہمات مافوق الفطرت حوادث، یقین اور گمان کو کہا جاتا ہے لیکن توہم کو عربی زبان میں تشاؤم یا طیرۃ کہتے ہیں۔ یہ بدشگونی، بدگمانی اور نحوست کے معنی میں آتے ہیں اور یہ نیک فالی کی ضد ہے۔ ذیل میں عربی زبان میں ان کی لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیے جاتے ہیں۔

**وہم کا مفہوم:**

عربی اور اردو لغت میں وہم کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں۔ وہم عربی زبان کا لفظ ہے۔ توہم وہم سے مشتق ہے۔ وہم کا لغوی معنی ہے: وَهِمْتُ في الحساب أَوْهَمُ وهْماً، إذا غلطت فيه وسهوت، وتَوَهَّمْتُ، أي ظننت ، وأوهمت الشيء، إذا تركته كله ([2])

لسان العرب کے مطابق: وَوَهِمَ، بِكَسْرِ الْهَاءِ: غَلِط وسَهَا. وأَوْهَمَ مِنَ الْحِسَابِ كَذَا ([3])

ان عربی عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ کوئی خیال غلط ثابت ہو جانا، کسی چیز میں غلطی کرنا، کسی چیز کے بارے میں شک میں پڑ جانا، کسی کے بارے میں ظن کرنا اور کسی چیز کے بارے میں بدگمان ہو جانا یا گرا دینا یا ختم کرنے دینے کے معنی آتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں توہم اور وہم کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں: وہم: وسواس، کسی چیز کی طرف جانا، دل کا قصد، خیال باطل، شک، گمان، بھرم، احتمال اور چِتنا، وغیرہ کے معنی مذکور ہیں۔

اردو لغت میں وہم کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں۔

سید احمد دہلوی توہم کے ذیل میں مزید لکھتے ہیں: "قوت متخیلہ دماغ کی وہ باطنی قوت جو فاسد خیالات پیدا کرتی ہے"۔ ([4])

"توہم خیال کرنا، گمان کرنا، توہم فیہ الخیر یعنی کسی کے اندر خیر کا اندازہ کرنا"۔ ([5]) وہم کے بارے میں مشہور اردو لغت فیروز اللغات میں جو معنی بیان ہوئے ہیں: "شک، گمان، احتمال، بے اعتباری، دماغ کی وہ قوت جو فاسد خیالات پیدا کرتی ہے"۔ ([6])

توہم کا تعلق چونکہ انسانی نفسیات سے ہے اس لیے ماہرین نفسیات اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں: "وہم، وسواس، گمان، شک، شبہہ جب کسی ظن پر سختی سے اصرار کیا جائے اور یہ یقین ہو، وہ غلط ہے اس کا نام توہم رکھتے ہیں۔ توہم وہ ادراک ہے جو بغیر خارجی دلیل کے واقع ہو اس کی نوعیت موضوعی ہوتی ہے اور اس سے ایک یا دو حواس متاثر ہوتے ہیں۔ Hallucinataion جسے اردو میں انگ (سحر انگیزی، فریب نظری) کہا جاتا ہے"۔ ([7])

"وہم جسے انگریزی میں اسے Delusion کہاں جاتا ہے۔ یہ اصطلاح فرد کی غیر حقیقی خیال تصور یا عقیدے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اسی کے لیے واہمہ بھی استعمال کرتے ہیں"۔ ([8])

درجہ بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ وہم یا گمان پر یقین رکھنے والے۔ غیر حقیقی اشیاء پر بھروسہ کرنے والے ہوتے ہیں، اس کو توہم پرست کہتے ہیں۔ وہم پرست اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بغیر فطری و حسی دلیل، اپنے خیال باطل سے واقعہ، سانحہ اور پیش آئندہ مصیبت کو یقین کا درجہ دیتا ہے۔ توہم پرستی کے لیے ضعیف الاعتقادی بھی

---

[1] ۔ محمد تقی، عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1432ھ / 2011ء، سورۃ الاعراف: 131

[2] ۔ الفارابی، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیہ، دار العلم الملایین، بیروت، 1407ھ / 1986ء، ج 5، ص 2053

[3] ۔ الافریقی، ابن منظور محمد بن مکرم بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ / 1993ء، ج 12، ص 644

[4] ۔ دہلوی، احمد، سید، مولوی، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ اردو سائنس بورڈ، لاہور، 1431ھ / 2010ء، ج 4، ص 658

[5] ۔ بلیلاوی، ابوالفضل عبد الحفیظ، مولانا، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور، 1420ھ / 1999ء، ص 928

[6] ۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، مکتبہ فیروز، لاہور، 1431ھ / 2010ء، ص 1417

[7] ۔ بورنگ لانگ، فلڈ ولڈ، نفسیات کی بنیادیں، اردو ترجمہ: زبیری، ہلال احمد، کراچی یونیورسٹی پریس، کراچی، 1390ھ / 1969ء، ص 235

[8] ۔ امروہوی، سید اقبال، نفسیات کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلشرز، لاہور، 1427ھ / 2006ء، ص 97

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

استعمال کیا جاتا ہے۔ توہم پرست یا ضعیف الاعتقاد افراد اپنے صحیح اور غیر صحیح افعال کا مسبب اسی پوشیدہ طاقت کو ٹھہراتے ہیں جس کو ہم وہم کہتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ انسان اپنی تسلی اور اطمینان کا سامان فراہم کے لیے ابتداء سے کرتے آئے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا لغات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ معلوم ہوا کہ وہم اردو لغت میں پانچ مطالب میں استعمال ہوتا ہے۔

1۔شک، وسوسہ، احتمال، گمان۔

2۔ تخیل، خیال، تصور۔

3۔نفسیاتی مرض جس میں کسی چیز کا ایسا تصور یا خیال بندھ جاتا ہے جو اس میں حقیقتاً موجود نہ ہو، واہمہ Illusions۔

4۔بدگمانی۔

5۔خوف، ڈر ، پریشانی ۔

جبکہ عربی میں وہم کے لیے فال اور تطیّر کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

**تطیّر (بدشگونی، نحوست) اور فال کا مفہوم:**

دین اسلام توہم کے مفہوم کو بیان کرنے کے لیے تطیّر کے اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ تطیّر درحقیقت ایک عمل ہے جو پرندوں کے ذریعے کیا جاتا ہے، چونکہ عربی میں پرندے کو طاہر کہا جاتا ہے اس لیے نیک شگونی اور بدشگونی کے عمل کو طائر (پرندے) کی طرف نسبت کرتے ہوئے تطیّر کا نام دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی تطیّر کا استعمال ایک آیت میں بدشگونی کے معنی میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ([9])" رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا یہ باتیں اس لیے کررہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو"۔

تطیّر عربی لفظ ہے تطیّر طیرۃ دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے۔ عربی زبان میں طیارہ طائر سے ماخوذ ہے، جس میں پرندے اور اڑنے کا مفہوم شامل ہے۔ لہذا تطیّر ایک عمل تھا جو زیادہ تر پرندوں کی واسطے سے ہوتا تھا، یوشگون لینے کے عمل کو پرندے کی جانب منسوب کردیا گیا۔

وَالطَّائِر مَا تيمنت بِهِ و تشاءمت ، وأَصْلُه فِي ذِي الجناح ، وَ قَالُوا للشيءِ يتطَّير بِهِ مِن الْإِنْسَانِ وَغيره ([10])" طائر وہ چیز ہے جس سے نیک شگونی یا بدشگونی لی جاتی ہے۔ اور یہ عام طور پر اڑنے والے پرندوں سے لی جاتی ہے یعنی جس سے انسان نیک فالی یا بد فالی لیتا ہو"۔

تطیّر لفظ کا عموماً استعمال نیک شگونی اور بدشگونی یعنی تفاؤل اور تشاؤم دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ نیز تطیّر کو عربی زبان اور عربی ادب میں تفاؤل اور تشاؤم بھی کہا جاتا ہے۔ عہد جاہلیت میں اہل عرب میں کسی کو کوئی سفر یا کام درپیش آتا تو وہ پرندے کے پاس جاکر اسے اڑانے پر اکساتا، اگر پرندہ دائیں جانب اڑ تا تو اس کو نیک شگون خیال کیا جاتا اور وہ شخص اس کام کو کر گزرتا اور اس صورت میں پرندے کو سانح کا نام دیا جاتا، اگر پرندہ بائیں جانب اڑ تا تو اس کو بدشگونی تصور کیا جاتا اور وہ کام کرنے سے اعراض کیا جاتا، اس صورت میں پرندے کو بارح کہا جاتا۔

**عربوں کے اس تطیّر کے بارے میں امام نوویؒ([11]) لکھتے ہیں:** والتطير التشاؤم ، وكانوا يتطيرون بالسوانح والبوارح فينفرون الظباء والطيور فإن أخذت ذات اليمين تبركوا به ومضوا في سفرهم وحوائجهم وإن أخذت ذات الشمال رجعوا عن حاجتهم وسفرهم وتشاءموا به فكانت تصدهم في كثير من الأوقات عن مصالحهم فنفى الشرع ذلك وأبطله ونهى عنه وأخبر أنه ليس له تأثير ينفع ولا ضر([12])

---

[9] ۔ سورۃ یٰسین:19

[10] ۔ ابراہیم مصطفی، احمد الزیات النجار، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، دار الدعوۃ، 1425ھ / 2004ء، ص 574

[11] ۔ آپ کا نام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ ہے۔ آپ شافعی فقہ کے امام، محدث اور زاہد عالم تھے۔ آپ نے دمشق میں علم حاصل کیا اور حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی۔ آپ کی مشہور تصانیف میں "ریاض الصالحین "اور "شرح صحیح مسلم "شامل ہیں۔ حافظ ذہبیؒ نے آپ کو زہد و تقویٰ کا پیکر قرار دیا ہے۔ آپ نے 676ھ میں وفات پائی۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج22؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج13

[12] ۔ النووی، یحییٰ بن شرف، امام، المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دریاالتراث العربی، بیروت، 1392ھ / 1973ء، ج14، ص 218

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

"تطیّر بدشگونی کو کہتے ہیں، اہل عرب سوانح ([13])اور بوارح ([14]) کے ذریعے فال نکالتے تھے۔ وہ ہر نیو اور پرندوں کو اکساتے، اگر وہ دائیں جانب چلتے تو اس کو مبارک سمجھتے اور اپنے سفر یا دیگر مقاصد کو انجام دے دیتے۔ اور اگر وہ بائیں جانب چلتے تو اپنا سفر یا دیگر ارادی منقطع کر دیتے۔ تیر کا یہ عمل ان لوگوں کو بہت سارے امور کی ادائیگی سے منع کر دیتا۔ شریعت اسلامی نے اس عمل کو ممنوع اور باطل قرار دیا ہے نیز اس عمل کی کوئی اچھی یا بری تاثیر نہیں ہے"۔

ابن حجر عسقلانیؒ اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: وَأَصْلُ التَّطَيُّرِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَمِدُونَ عَلَى الطَّيْرِ فَإِذَا خَرَجَ أَحَدُهُمْ لِأَمْرٍ فَإِنْ رَأَى الطَّيْرَ طَارَ يَمْنَةً تَيَمَّنَ بِهِ وَاسْتَمَرَّ وَإِنْ رَآهُ طَارَ يَسْرَةً تَشَاءَمَ بِهِ وَرَجَعَ وَرُبَّمَا كَانَ أَحَدُهُمْ يُهَيِّجُ الطَّيْرَ لِيَطِيرَ فَيَعْتَمِدُهَا فَجَاءَ الشَّرْعُ بِالنَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السَّانِحَ وَالْبَارِحُ ، فَالسَّانِحِ مَا وَلَّاكَ مَيَامِنَهُ بِأَنْ يَمُرَّ عَنْ يَسَارِكَ إِلَى يَمِينِكَ وَالْبَارِحُ بِالْعَكْسِ وَكَانُوا يَتَيَمَّنُونَ بِالسَّانِحِ وَيَتَشَاءَمُونَ بِالْبَارِحِ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ رَمْيُهُ إِلَّا بِأَنْ يَنْحَرِفَ إِلَيْهِ ([15]) "تطیّر کی اصل یہ ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں پرندے پر اعتماد کرتے تھے۔ جب کسی شخص کو سفر یا کام درپیش ہوتا تو پہلے پرندے کو دیکھتا اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو اس کو مبارک سمجھتا اور سفر پر کاربند رہتا اور اگر وہ بائیں طرف اڑتا تو اس کو بدشگونی سمجھتا اور سفر کا ارادہ ترک کر دیتا، حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص پرندہ اس نیت سے اڑاتا کہ وہ دائیں اڑے اور وہ اس پر اعتماد کر سکے۔ شریعت اسلامی نے اس عمل سے منع کر دیا ہے۔ وہ لوگ پرندوں کو سانح اور بارح کا نام دیتے تھے۔ سانح سے برکت حاصل کرتے اور بارح سے بدشگونی، دین اور شریعت اسلامی نے اس لیے منع کر دیا کیونکہ وہ صرف ایک پرندہ ہے اور اس کو اکسانے پر وہ کسی نہ کسی جانب تو اڑے گا"۔

لفظ تطیّر اگر خیر اور شر کے لیے یکساں مستعمل ہے۔ مگر اس کا عمومی استعمال تشاؤم اور بدشگونی کی مفہوم میں ہوتا ہے۔ اسی معنیٰ کو بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانیؒ([16]) لکھتے ہیں: وَالتَّطَيُّرُ وَالتَّشَاؤُمُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ ([17]) "تطیّر اور تشاؤم دونوں کا مفہوم ایک ہے"۔

امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اسی ترادف کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے: والتطير التشاؤم وأصله الشيء المكروه من قول أو فعل أو مرئي([18]) "تطیّر تشاؤم کو کہتے ہیں ،اس کی اصل قول، فعل، یا کسی نظارہ کی ناپسندیدہ شکل ہے"۔

قرآن کریم میں بھی تطیّر بدشگونی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ([19])" رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا یہ باتیں اس لیے کر رہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو"۔

---

[13] ۔ عہد جاہلیت میں اہل عرب میں کسی کو کوئی سفر یا کام درپیش آتا تو وہ پرندے کے پاس جا کر اسے اڑانے پر اکساتا، اگر پرندہ دائیں جانب اڑتا تو اس کو نیک شگون خیال کیا جاتا اور وہ شخص اس کام کو کر گزرتا اور اس صورت میں پرندے کو سانح کا نام دیا جاتا۔ ایضاً، ص218

[14] ۔ اگر پرندہ بائیں جانب اڑتا تو اس کو بدشگونی تصور کیا جاتا اور وہ کام کرنے سے اعراض کیا جاتا، اس صورت میں پرندے کو بارح کہا جاتا۔ ایضاً، ص218

[15] ۔ ابن الحجر، العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، تحقیق فؤاد عبد الباقی، دار المعرفۃ، بیروت، 1406ھ / 1986ء، ج10، ص212

16 ۔ آپ شہاب الدین ابو الفضل، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی، کنیت عسقلانی، اور شافعی المسلک ہیں۔ موصوف سن 773 ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے ابتدائے علم ادب سے کی اور شعر وادب میں درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد علم حدیث کے حصول کے لئے یمن اور مصر چلے گئے اور وہاں ابو الفضل عراقیؒ سے تخصص فی الحدیث کی۔ آپ متعدد کتابوں کی مصنف اور شارح ہیں، مشہور تصنیفات میں سے فتح الباری شرح صحیح البخاری؛ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ؛ بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام وغیرہ شامل ہیں۔ آپ سن 852 ہجری میں وفات ہوئے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی ،بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، دار القبس ریاض 1435ھ / 2014ء، ص4

[17] ۔ ابن الحجر، فتح الباری، ج10، ص213

[18] ۔ امام نووی، المنہاج، ج14، ص 218

[19] ۔ سورۃ یٰسین:19

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

تطیّر لفظ مشترک ہے اور اس کا استعمال خیر وشر دونوں کے لیے برابری کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر فال خیر کے معنی میں اور طیرۃ شر کے مفہوم میں زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔ اور حدیث نبوی ﷺ سے اسی اشتراکی معنوی کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُ الطِّيَرَةِ الْفَأْلُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْفَأْلُ؟، قَالَ: الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ (20) "بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس سلسلہ میں بہترین چیز فال ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! فال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فال وہ عمدہ بات ہے جو تم میں سے کوئی سنتا ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طیرۃ اور تطیّر کا استعمال تفاؤل اور تشاؤم دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ مگر فال خیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

عرب پرندے کو اڑاتے تھے تو اگر دائیں جانب اڑ تا تو اس سے خیر مراد لی جاتی تھی اور بائیں طرف پرواز کرتا تو شر مراد لیا جاتا۔ مذکورہ حدیث رسول میں بھی جب آپ ﷺ نے طیرۃ یعنی بدشگونی کی نفی فرمائی تو ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اس کی خیر فال ہے، پھر اس کی معنی کی عموم کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دوبارہ فال سے متعلق پوچھا، تو نبی کریم ﷺ نے جواب معروف تصور سے ہٹ کر دیا کہ مراد کلمہ حسنہ ہیں۔ تو حدیث سے معلوم ہوا کہ طیرۃ کا معنیٰ خیر وشر دونوں کے لیے ہوتا ہے۔

ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں: أَنَّ الْفَأْلَ مِنْ جُمْلَةِ الطِّيَرَةِ لَكِنَّهُ مُسْتَثْنًى (21) "فال طیرۃ ہی کی ایک قسم ہے لیکن اس کو استثنا حاصل ہے"۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَأَمَّا الشَّرْعُ فَخَصَّ الطِّيَرَةَ بِمَا يَسُوءُ وَالْفَأْلَ بِمَا يَسُرُّ وَمِنْ شَرْطِهِ أَنْ لَا يُقْصَدَ إِلَيْهِ فيصير من الطِّيَرَة (22) "شریعت نے طیرۃ کو شر کے ساتھ اور فعل کو خیر کے ساتھ خاص کر دیا ہے، لیکن فال کے درست ہونے کو مشروط کیا کہ اس کا قصد نہ ہو ورنہ یہ طیرۃ میں سے ہو گا"۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فال طیرۃ کے ایک قسم ہے یعنی فال دو اقسام پر مشتمل ہے فال مذموم (ناپسندیدہ) جو مذموم طیرۃ کا حصہ ہے اور فال حسن (پسندیدہ) جس کی پیغمبر ﷺ نے صفت فرمائی ہے۔

تطیّر کی لغوی وضاحت سے اس کا اصطلاحی مفہوم بھی کسی حد تک واضح ہو گیا ہے کہ تطیّر کے اصطلاحی مفہوم میں مذموم یعنی بدشگونی مراد لی جاتی ہے وگرنہ تطیّر لغوی معنوں میں برابری کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اگر تطیّر مذمتی مفہوم سے پاک ہو جائے تو دین اسلام نے واضح کی ہے تو یہ حسن کے زمرے میں شامل ہو کر فال (نیک شگونی) سے بھی تعبیر کیا جائے گا۔ تو گویا مخصوص دنوں اور مہینوں سے بھی بدشگونی اور نحوست لینا اس کو بھی تطیّر یا بدشگونی کہا جاتا ہے۔

**فال کا مفہوم:**

اچھا شگون تطیّر کی دوسری قسم ہے جس کے لیے عموماً لفظ فال مستعمل ہے۔ فال عربی زبان کا لفظ ہے۔ لسان العرب کے مطابق: الفأْل: ضِدُّ الطِّيَرَة، والجمع فُؤُول، الْجَمْعُ أَفْؤُل، والطِّيَرَة لَا تَكُونُ إِلا فِيمَا يَسُوءُ، والفَأْل يَكُونُ فِيمَا يحسُن وَفِيمَا يَسُوءُ (23) "فال طیرۃ کا متضاد ہے، جمع اس کی فوول اور جمع الجمع افول ہے۔ اس سے مراد اقوال اور افعال سے نیک شگونی حاصل کرنا ہے، اور فعل کا استعمال خیر وشر اور اچھائی و برائی دونوں کے لیے ہوتا ہے"۔

خلاصہ یہ ہوا کہ تطیّر کے مفہوم میں خیر وشر دونوں ہیں لیکن زیادہ مشہور شر اور بدشگونی کے لیے ہے، اور فال کے معنی میں بھی خیر وشر دونوں ہے لیکن زیادہ مشہور خیر اور نیک شگونی کے لیے ہے۔ اس کی وضاحت اور تائید ایک حدیث نبوی ﷺ سے بھی ملتی ہے۔ حضرت انس ابن مالکؓ (24) سے مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

20 ۔ الطیالسی، ابو داؤد سلیمان بن الجارود، امام، المسند، دار ہجر، مصر، 1419ھ / 1999ء، رقم: 2634

21 ۔ ابن الحجر، فتح الباری، ج10، ص214

22 ۔ ایضاً، ج10، ص215

23 ۔ ابن منظور، لسان العرب، ج11، ص513

24 ۔ آپ انس بن مالک بن النضر، کنیت ابو حمزہ، اور مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ قبیلہ خزرج میں سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے۔ جب رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بصرہ میں قیام کیا۔ صحابہ میں سے بصرہ میں سب سے آخر میں 91 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ اور ان کی عمر 303 سال ہوئی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ 99 سال ہوئی۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الفَأْلُ الصَّالِحُ: الكَلِمَةُ الحَسَنَةُ [25]"عدویٰ یعنی یہ اعتقاد کی بیماری منتقل ہو جائے گی اور طیرۃ یعنی بد شگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور مجھے فال صالح پسند ہے جو کہ کلمہ حسنہ ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اچھی بات، مثبت سوچ اور احساس جو انسانی دل کو مطمئن کرے۔ نیک شگونی یعنی فال کے مفہوم میں شامل ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فال (نیک شگونی) ہر اس مثبت احساس کو کہتے ہیں جو کسی قول، فعل یا کسی نظارے کے ذریعے حاصل کیا جائے جس سے دل میں امید اور خوشی کے جذبات پیدا ہو جائیں ۔ حافظ زبیر مرجالوی اپنے رسالہ "ماہ صفر اور آج کا مسلمان" میں نحوست اور بد شگونی کسے کہتے ہیں؟ کے تحت لکھتے ہیں: "نحوست بد شگونی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز یا عمل کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا۔ مثال کے طور پر: سفر کرنے سے پہلے کالی بلی کی نظر آ جانے سے یہ سمجھنا کہ یہ سفر میرے لیے سود مند نہیں ہو گا۔ دکان کھولنے پر اگر پہلے شخص سے ادھار کر لیا تو میرا سارا دن برکت سے خالی گزرے گا۔ (اور یا یہ کہ) کسی بھی خیر کا کام محض اس لیے شروع نہ کرنا کہ یہ چیز منحوس ہے یا یہ مہینہ منحوس ہے، وغیرہ"۔[26]

## حاصل کلام:

طیرۃ یا تطیّر اور فال وغیرہ کے الفاظ اور مترادفات اسلام سے پہلے عرب اور دیگر سابقہ تہذیبوں میں بھی رائج تھے۔ عرب کی آب و ہوا اور اس کا صحرائی ماحول میں بھی مظاہر پرستی کو فروغ دیا اور اس کی مزید آبیاری ان کے سیاسی پسماندگی اور جاہلی اندھی تقلید نے کی۔ لہذا تطیّر یعنی بد شگونی کی بنیاد کسی نہ کسی شکل میں ان کی معاشرتی زندگی میں مداخلت کرتی رہی۔ اسلام نے جس طرح شرک کی نفی کی اور انسان کو ذات باری تعالیٰ سے جوڑا، شرک پرستی پر مبنی تمام توہمانہ اور شرکیہ رسومات کو ختم کیا اور وہ راستے بھی مسدود کر دیے جو معاشرتی رویوں کی وجہ سے انسانیت کو شرکیہ اعمال کی طرف مجبور کر دیتے ہیں۔ اسلام نے انسان کو تقلیدی ایمان سے نکال کر تحقیق ایمان سے متعارف کروایا، علم، عقل اور شعور کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اندھی جاہلی تقلید کی مذمت فرمائی، آباء پرستی، فرسودہ توہمات اور رسومات کی حوصلہ شکنی کی۔ مگر اس ضمن میں انسان کی اس فطری صلاحیت اور ضرورت کا بھی خیال رکھا جس سے اسے خوشی اور سکون میسر ہو سکے اور وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ شرکیہ امور میں داخل نہ ہوں، لہذا نیک شگونی اور بد شگونی سے متعلق احکامات واضح کر دیے اور نیک شگونی کے ضمن میں فطری و خلقی خواہشات کو یوں جائز رکھا جو توہم پرستی سے مبرا ہو اور خدا پر بھروسہ کے خلاف نہ ہو۔

غیب پر ایمان انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اسی بنا پر وہ ایمان لانے کا مکلف ہے۔ ارادہ و اختیار بھی اسے حاصل ہے جس کی بنا پر وہ اپنی صلاحیتوں کے درست استعمال پر قادر ہے۔ عقل، علم وغیرہ کی دیگر خصوصیات کے غلط استعمال کی طرح انسان نے غیب پر ایمان لانے کی صلاحیت کا بھی غلط استعمال کیا اور غیب یعنی اَن دیکھی چیزوں سے مظاہر پرستی کی طرف مائل ہوتے ہوئے اپنے لیے توہمات کا دروازہ کھول لیا۔

علم عقل کی صلاحیت کا غلط استعمال کی طرح انسان نے غیب پر ایمان لانے کی صلاحیت کا بھی غلط استعمال کیا۔ لہذا مظاہر پرستی کی طرف مائل ہوتے ہوئے اپنے لیے توہمات کا دروازہ کھول لیا۔ انسانی معاشرے کی ترقی کے ہر موڑ پر، مذہب کو انسانی ہدایت میں مرکزی کردار کی حیثیت رہی ہے۔ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے جس سے انسانی معاشرے کی اصلاح اور اس کی تنظیم سازی میں سیرت انبیاء اور اقوام کے حالات سے مثبت سماجی رویوں کو سمجھا جا سکتا ہے۔ انسانی فکر، سماجی تہذیب و ثقافت کے زیر اثر کبھی توہم پرستی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں انسانی نفسیات بھی بہت حد تک اپنا اثر و نفوذ رکھتی ہے۔ یوں انسان دنیا کے جس کونے میں بھی ہو کسی نہ کسی حد تک وہمی ضرور ہوتا ہے۔ انسان کا وہمی ہونا سماجی رویوں سے ماخوذ ہوتا ہے۔ دین اسلام اور شریعت مطہرہ توہم پرستی سے انسان کو محفوظ بنانے کا لائحہ عمل فراہم کرتی ہے۔ عہد حاضر میں توہم پرستی اور بد شگونی کے مسئلہ کی وضاحت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کرنا بہت ضروری ہے۔ بعض توہمات سے بچنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہوتا

---

یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی اولاد کی تعداد ایک سو ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اسی 80 ہے۔ آپ سے ایک جماعت روایات نقل کرتے ہیں ۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج 1، ص 126

[25] ۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح (صحیح بخاری)، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ / 2001ء، رقم: 5756

[26] ۔ زبیر مرجالوی، حافظ، ماہ صفر اور آج کا مسلمان، اسلامک سنٹر، لاہور، 1442ھ / 2020ء، ص 3

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

ہے۔اس میں توہم پرستی کے وہ اسباب معلوم کریں گے جو انسانی نفسیات کے تحت جنم لیتے ہیں۔معاشرے میں موجود توہم پرستی محض شک وظن کی حد تک نہیں رہتی بلکہ بعض اوقات یہ شرک کے ناقابل معافی جرم تک پہنچ جاتی ہے۔حدیث مبارکہ ہے:الطِّيَرَةُ شِرْكٌ ([27])"بدشگونی شرک ہے"۔

اورشرک کے ناقابل معافی ہونے کے بارے میں اللہ کاارشادہے:إِنَّ اللهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ ([28])"بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایاجائے"۔

اسلام دینِ فطرت اور دینِ انسانیت ہے،یہ ایک کامل و مکمل دین اور ابدی ضابطۂ حیات ہے۔دین اسلام نے انسان کی ہر سطح پر کامل رہنمائی کی ہے۔اللہ کی ذات پر ایمان ،اعتقاد اور توکل کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ اسی سے ہونے کا یقین انسان کے قلب وذہن میں راسخ ہو۔کسی شے کے بارے میں بدفالی،نحوست اور توہّم پرستی کا نظریہ درحقیقت ایک غیر اسلامی سوچ اوراسلامی تعلیمات کے منافی عمل ہے۔ہمارے معاشرے میں بدفالی،نحوست اور توہّم پرستی جہاں دیگر امور میں سمجھی جاتی ہے،وہاں ماہِ صفر کے متعلق عموماًلوگ بے شمار غلطیوں،ضعیف الاعتقادی،بدفالی اور توہّم پرستی کا شکار نظر آتے ہیں،جس کا حقیقت اور اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

**نتائج:**

توہم پرستی کا تعلق انسانی نفسیات اور معاشرتی رویوں سے ہے،مگر اسلام نے اسے غیر حقیقی اور شرکیہ عمل قرار دیا۔فال(نیک شگونی)کو مثبت احساس کے طور پر جائزرکھا گیاتاکہ انسان کو امید اور سکون حاصل ہو۔بدشگونی کو شرک کہاگیاہے،جوناقابلِ معافی جرم ہے۔

**سفارشات:**

معاشرتی سطح پر تعلیم وآگاہی کے ذریعے توہم پرستی کے منفی اثرات کو کم کیاجائے۔اسلامی تعلیمات کو نصاب اور خطبات میں شامل کرکے عوام کو شرک اور بدشگونی سے بچایاجائے۔نفسیاتی ماہرین کو چاہیے کہ وہم اور توہم کے علاج میں مذہبی رہنمائی کو بھی شامل کریں تاکہ فرد کو ذہنی وروحانی سکون حاصل ہو۔

---

[27] ۔الترمذی،ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،امام،السنن(سنن ترمذی)،دارالجیل،بیروت،1418ھ/1998ء،رقم:1614

[28] ۔سورۃ النساء:116